مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

۲۰ تاریخ انسپکٹر آف سکولز نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا۔

مدرسہ احمدیہ کا سالانہ امتحان ہو رہا ہے۔

مسٹر گاندھی کے قید ہونے کی خبر یہاں کے ہندوؤں نے ۱۹ تاریخ ہڑتال کی۔ جس میں غیر احمدی مسلمان حسب معمول شامل ہوئے۔

معلوم ہوا ہے کہ ۵ تا ۷ تاریخ غیر احمدیوں کا جلسہ ہوگا۔ جس کا تا حال کوئی پروگرام نہیں شائع ہوا۔

نظم
گلدستۂ جذبات

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ہم تری یاد میں سب کچھ ہی بھلا بیٹھے ہیں
چھوڑ کر دیس بھی پردیس میں آ بیٹھے ہیں

تجھ سے کچھ مل ہی رہے گا نہ پھرینگے خالی
کوچۂ یار میں دھونی جو رما بیٹھے ہیں

دوڑ دھوپ ان کی یہیں تک تھی جو اب ختم ہوئی
تیری دیوار کے سائے میں جو آ بیٹھے ہیں

رحم تم کو نہ کبھی آیا۔ نہ آتا ہے نہ آ سکتا ہے
بارہا حال دل زار سنا بیٹھے ہیں

رات آدھی گئی۔ پوری نہ ہوئی خواہش دل
تیری تصویر کو سینے سے لگا بیٹھے ہیں

بزم اغیار میں ہے کون یہ مجھ سے پوچھو
چند برباد کن دین ہدیٰ بیٹھے ہیں

ان کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ ہے فلک پر جیتا
دوسری نگہ میں ہم جس کو دبا بیٹھے ہیں

جبہ پوش آئے ہیں چڑھکر تو ہمیں کیا ڈر ہے
قلعۂ امن میں ہم صبح و مسا بیٹھے ہیں

احمدؐ پاک کی آغوش میں لیتے ہیں مزے
فارغ از فکر بصد صدق و صفا بیٹھے ہیں

دشمنو! یاد کرو قصۂ اصحاب الفیل
کعبۂ حق میں پرستار خدا بیٹھے ہیں

میرا مولیٰ تمہیں کر دیگا کعصف ماکول
بات معقول ہے کیوں لوگ بھلا بیٹھے ہیں

اپنے بندوں کے لئے ہے وہ نہایت ہی غیور
جس کی درگاہ میں ہم سیس نوا بیٹھے ہیں
طاقت ضبط نہ تھی اس لئے ہو کر مجبور
شور محشر ترے کوچے میں مچا بیٹھے ہیں
بل ہی جائیگا کہیں ساحل مقصود ہمیں
قطرۂ اشک سے طوفان اٹھا بیٹھے ہیں
شوق کی آنکھوں سے دیکھے کوئی آکر ادھر
حسن والے جو یہاں، نام خدا، بیٹھے ہیں
کربلائیں ہیں کئی کرب و بلا کی موجود
سو حسین اپنے گریباں میں چھپا بیٹھے ہیں
جنبش ابروئے دلدار نے یہ کام کیا
قطع اغیار سے کرتے ہوئے آ بیٹھے ہیں
نہ ہوا پر نہ ہوا کچھ بھی اثر اس دل پر
روٹھنے والے کو ہر چند منا بیٹھے ہیں
تو ستم توڑ ہمیں چھوڑ کسی اور سے جوڑ
کرکے اندازۂ ہر جور و جفا بیٹھے ہیں
اب سمجھ آئی کہ اسلام ہے کس چیز کا نام
جب سے دل اس بت کافر سے لگا بیٹھے ہیں
ایک دن اپنے چہرے سے ذرا اٹھا تو نقاب تم
چاہنے والوں کو دیکھو تو بھلا بیٹھے ہیں؟
نہ گدا ہیں، نہیں ٹلنے کے، نہیں ٹلنے کے
آستانے پہ ترے دے کے صدا بیٹھے ہیں
کب تلک صبر کریں۔ جان پہ ہم جبر کریں
ساقیا جام دلا۔ جلدی سے لا بیٹھے ہیں
اے مرے بھولنے والے یہ تمہیں یاد رہے
ہم تری یاد میں گھر بار بھلا بیٹھے ہیں
ایک اکمل ہی نہیں عاشق جانباز مسیح
سینکڑوں شوق سے ہونے کو فدا بیٹھے ہیں

نماز جنازہ

فلدی کی بیوی نواب بی بی فوت ہو گئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ خیرالدین گھسوکے (۲) میری اہلیہ فوت ہو چکی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور مغفرت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار چودہری محمد جان چک نمبر ۲۱۲ سکنہ کھٹو والی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ ڈیرہ دون کی طرف سے پرنس آف ویلز کا خیر مقدم

۱۳ مارچ ۱۹۲۲ء کو ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز ڈیرہ دون تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ ڈیرہ دون نے بذریعہ ارجنٹ تار ہز رائل ہائینس کو خوش آمدید کہی۔ دکان "پنجاب موٹر سٹور" خوب سجائی گئی تھی۔ جس کے سامنے سڑک پر بھی ایک سرخ تھان جس پر دعائیہ کلمات WEL COME GOD BLESS THE PRINCE OF WALES اور LONG LIVE THE PRINCE OF WALES سنہری حروف میں چسپاں تھے۔ آویزاں کیا گیا۔ اور اس طرح احمدیوں کی دکان سے اظہار عقیدت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ باقی تمام بازار میں مکمل ہڑتال تھی۔

خاکسار غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ دون۔

سید ارادت حسین صاحب کا انتخاب

اس سال جو نئے قانون کے مطابق صدر لوکل بورڈ کے ممبروں کا انتخاب ہوا۔ اس میں ترک موالاتیوں نے کانگریس کمیٹی کی طرف سے شرکت کی۔ اور بڑا زور لگایا۔ تھانہ سورج گڈھ سے ترک موالاتیوں کو شکست فاش دے کر مولوی سید ارادت حسین صاحب احمدی رئیس موضع اودین ممبر منتخب ہوئے۔ ان کے مقابل میں ایک ترک موالاتی گریجوایٹ اور ایک بڑی خانقاہ کے گدی نشین رئیس تھے۔ کل تاریخ ۱۱ مارچ کو چیرمین اور وائس چیرمین صدر لوکل بورڈ کا انتخاب تھا۔ اسمیں بھی ترک موالاتیوں کو شکست ہوئی۔ اور ایک ترک موالاتی گریجوایٹ کے مقابلہ میں مولوی سید ارادت حسین صاحب احمدی موصوف وائس چیرمین منتخب ہو گئے۔

عاجز وزارت حسین سکرٹری انجمن احمدیہ مونگھیر

جالندھر چھاؤنی میں احمدی

اب ٹیریٹوریل کمیٹی میں دوسری احمدیہ پلٹن

کام سیکھ رہی ہے۔ تمام افسران محبت اور شوق سے کام سکھلاتے ہیں۔ قرآن کریم کا درس ہوتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتی نوح بھی سنائی جاتی ہے۔ احباب ہم سب کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

خاکسار مہر محمد خان لیس نائک ۴/۱۵ پنجابیز ٹیریٹوریل چھاؤنی جالندھر

ڈیرہ غازیخان کے سکرٹری تبلیغ

انجمن ہذا کے سکرٹری تبلیغ مولوی محمد عثمان صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ غازیخان تھے۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف کو اب انجمن ہذا نے محتسب منتخب کیا ہے اسلئے انکی بجائے سکرٹری تبلیغ ملک عزیز محمد خان صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ڈیرہ غازیخان کو مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو دینی فرائض کے بجالانے کا خاص جوش اور توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار محمد اکبر جنرل سکرٹری ڈیرہ غازیخان

ولادت

۴ فروری بروز ہفتہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو ہر رنگ میں سعادتمند بنا دے۔ خاکسار حافظ جمال احمد۔ قادیان۔

(۲) خواجہ شمس الدین صاحب احمدی آگرہ کے گھر مورخہ یکم مارچ کو لڑکی متولد ہوئی ہے۔ خاکسار اقبال محمد خان سکرٹری انجمن احمدیہ ہوا گھر۔ آگرہ (۳) خاکسار کے ہاں بتاریخ یکم مارچ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ نام عبدالمجید رکھا گیا۔ جماعت ہائے احمدی سے التماس ہے۔ کہ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ اسے سلسلہ کیلئے خدمتگذار اور دین کے لئے زبانبردار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحقر سید محمد حسین احمدی۔ از بمبئی

درخواست دعا

غیر احمدیوں نے میرے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا ہے۔ اور مجھے بہت نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ جملہ احمدیان درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عدو ان کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ اور بندہ کو کامیابی عطا فرمائے۔ خاکسار محمد عبدالعزیز بھینی شرقپور

(۲) بندہ آجکل سخت مصیبت میں مبتلا ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس سے رہائی بخشے۔ خاکسار رجا خدین بنگلہ دھیر وا (۳) آجکل کمترین سخت ابتلا میں ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ کمترین قاسم علی چھاؤنی انبالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء

زوالِ گاندھی

گذشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ایک تقریر میں بطور مثال مسٹر گاندھی کے متعلق فرمایا تھا:-

"دنیا میں بڑے بڑے فاتح ہوئے ہیں۔ اور لوگ بھی ہوئے ہیں۔ جن کے ساتھ لوگ چل پڑے مثلاً آج ہمارے ہندوستان میں مسٹر گاندھی ہیں۔ ان کی جے کے نعرے بھی آج ہندوستان میں لگائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کوئی کہدے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اگر دنیا ہو گئی۔ تو کیا ہوا۔ مسٹر گاندھی کے ساتھ بھی تو لوگ ہو ہی گئے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہینگے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسٹر گاندھی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم عرب سے جو بات منوا رہے تھے وہ عرب ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر مسٹر گاندھی وہ بات کہتے ہیں جس کا مطالبہ خود ہندوستان کر رہا ہے۔"

اس بیان میں یہ بتانا مقصود تھا کہ مسٹر گاندھی کی پیروی لوگ اسلئے نہیں کر رہے کہ ان میں کوئی ایسی قوت اور کشش پائی جاتی ہے۔ جو خدا کے خاص بندوں میں ہوتی ہے۔ بلکہ اسلئے کر رہے ہیں کہ وہ ان کی خواہش اور مرضی کے مطابق چل رہے ہیں۔ اور انھیں اسی طرف لیجا رہے ہیں۔ جدھر وہ خود جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا:-

"مسٹر گاندھی وغیرہ لیڈروں کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی گاڑی یا موٹر جدھر جا رہی ہو ادھر چلتی جائے۔ اور ایک شخص پیچھے ہاتھ رکھدے اور کہے کہ میں اسکو چلا رہا ہوں۔ لیکن آنحضرت صلعم نے جدھر گاڑی چل رہی تھی۔ اُدھر سے اس کا رُخ پلٹ کر دوسری طرف کو پھیر دیا۔"

اگرچہ مسٹر گاندھی کے متعلق یہ جو کچھ کہا گیا تھا بالکل درست اور صحیح تھا۔ اور اسمیں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ تاہم معتقدین گاندھی نے اسپر ناراضی کا اظہار کیا۔ اور ایک اخبار نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ:-

"کئی ایسے آدمی ہونگے۔ جو ایمانداری سے مہاتما گاندھی کو حضرت محمدؐ سے بہتر انسان سمجھتے ہیں اگر وہ اپنے اس خیال کا اظہار کرینگے۔ تو حضرت محمدؐ کے متعلق مسلمانوں کی جو عقیدت ہے۔ وہ اس اظہار رائے کو برا منائیگی۔"

اگر کوئی عقل و فکر کو جواب دیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسٹر گاندھی کو بہتر سمجھتا ہے تو سمجھے۔ لیکن کیا واقعات اور حالات کی رو سے بھی یہ ثابت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں

مذکورہ بالا خیال شائع ہونے پر ہم نے ثابت کر دیا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی نے مسٹر گاندھی کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور ہندوستان کے عوام اسی وقت تک مسٹر گاندھی کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جب تک کہ سمجھتے ہیں۔ وہ ان کی مرضی کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ ورنہ جب بھی انہوں نے سمجھا کہ وہ ان کی خواہش کے خلاف چلنے لگے۔ تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرینگے۔ جو کئی ایک دوسرے لیڈروں کے ساتھ کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اسوقت جبکہ کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ مسٹر گاندھی کو جو شہرت اور قبولیت حاصل ہو چکی ہے۔ کبھی زوال پذیر ہوگی اور اگر کسی کا خیال تھا تو اسے زبان پر لانے کی جرأت اور ہمت نہ تھی۔ لکھا تھا کہ:-

"ملک مسٹر گاندھی کی تقلید محض اسلئے کر رہا ہے کہ وہ اس کی منشاء اور مرضی کے مطابق چلکر سوراجیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ اس مطالبہ سے ذرا اِدھر اُدھر ہو جائیں۔ یعنی ملک کی منشاء کے خلاف ایک لفظ بھی کہیں۔ تو ملک ان کو چھوڑ دیگا اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کریگا۔ جو ان سے پہلے متعدد لیڈروں کے ساتھ محض اسی وجہ سے کر چکا ہے کہ انھوں نے حسب منشاء چلنے میں لیت و لعل کی۔" (الفضل ۲ جون سنہ ۱۹۲۱ء)

حالات اور واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ اب وہ وقت آگیا ہے جس کا ذکر ہم نے مذکورہ بالا الفاظ میں کیا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ گھڑی ہمارے اندازہ سے بھی جلد آپہنچی ہے۔

فتنہ انگیز حالات اور تباہ کن واقعات سے مجبور ہو کر مسٹر گاندھی نے بردولی میں جو فیصلہ کیا تھا اور جو ۲۵ فروری کو کے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں پیش ہو کر پاس ہوا۔ وہ یہ ہے کہ:-

(۱) عام سول نافرمانی کی جو تیاریاں کیگئی تھیں ان سب کو فوراً بند کر دیا جائے (۲) مقامی کانگریس کمیٹیاں کاشتکاروں کو ہدایت کریں۔ کہ وہ زر مالگذاری اور تمام ٹیکس فوراً گورنمنٹ کو ادا کر دیں۔ اور انھوں نے سرگرم قطع تعلق کی جتنی تیاریاں کی تھیں۔ ان سب کو بند کر دیا جائے۔

(۳) عام سول نافرمانی کا التوا اس وقت تک جاری رہیگا۔ جب تک ملک بالکل غیر متشدد نہ بن جائے۔

(۴) ورکنگ کمیٹی مشورہ دیتی ہے۔ کہ تمام کانگریس کمیٹیاں ان کارروائیوں کو بند کر دیں۔ جن کا مطلب تھا کہ لوگ قید ہوں یا قید کے لئے بے چینی ظاہر کریں۔ صرف ہڑتالوں وغیرہ کو جاری رکھا جا سکتا ہے۔ مگر وہ بھی اس صورت میں کہ کسی قسم کے فتنہ و فساد ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ پہرہ لگانے کا طریقہ بھی بالکل بند کر دیا جائے۔

(۵) مزید ہدایات جاری ہونے تک والنٹیروں کے جلوس اور اس قسم کے جلسے بند کر دئے جائیں۔ جن کا مقصد ایسے جلوس کے ذریعہ نافرمانی کرنا ہوتا تھا۔

یہ وہ اہم اور خاص امور ہیں۔ جو کانگریس کے مذکورہ بالا اجلاس میں مسٹر گاندھی نے پاس کرائے۔ ان کے پاس ہونے کا پیروان گاندھی پر جو اثر ہوا ہے۔ اور اپنے "سیاسی پیغمبر" کو وہ جس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کا اندازہ حسب ذیل بیانات سے لگایا جا سکتا ہے۔

دہلی کا ایک خاص اخبار جس کا نام تو "مسلم" ہے لیکن جو مسٹر گاندھی کا کلمہ پڑھنے میں کسی سے پیچھے نہیں تھا لکھتا ہے:-

"اعتدال پسند جماعت کے گنے ہوئے افراد

کے علاوہ راس کماری سے لیکر پشاور تک ایک ہستی بھی ایسی نہیں - جو اس ریزولیوشن سے خوش ہو۔" یہ تو ریزولیوشن کے متعلق بتاتا ہے - اور مسٹر گاندہی کو مخاطب کرکے لکھتا ہے :-

"آپ کانگریس کے ایک کروڑ ممبر بنانا چاہتے ہیں مگر یقین رکھئے - کہ اس مایوسی نے لوگوں کو اسقدر بددل کر دیا ہے - کہ کانگریس کے ارکان میں اضافہ تو الگ رہا خود موجودہ ممبروں کی بھی ایک پُرجوش جماعت علیحدہ ہو جائیگی - آپ تلک سوراج فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنا چاہتے ہیں - مگر اب اُمید نہ رکھئے - کہ لوگ آپ کو کوئی معتدبہ رقم دینگے - کیونکہ ان کے خیال میں آپنے خود اپنے ہاتھوں سے شکست قبول کی ہے - آپ پنچائتیں قائم کرنا چاہتے ہیں - مگر جب آپ نے اس قوت کو کھو دیا - جو رائے عامہ کے موافق ہونے کی وجہ سے آپ کو حاصل تھی - تو کون آپکے فیصلہ کو تسلیم کریگا - آپ کھدر کو فروغ دینا چاہتے ہیں - مگر جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں - عوام کھدر کے اقتصادی فوائد کو سمجھ کر نہیں - بلکہ محض اپنے جذبات کی بناء پر اُسے پہنتے تھے - پھر جب جذبات پر اوس پڑ چکی ہے - تو آپ کیونکر امید کرتے ہیں - کہ وہ ولایتی کپڑے سے اجتناب کرینگے - آپ پُرامن فضا قائم کرنا چاہتے ہیں - مگر امن کا تقاضا تو یہ تھا - کہ ان لوگوں کے جوش کیلئے آپ کے ہاں کوئی گنجایش رہتی - جو اپنے مذہب اور اپنی وطنیت کی آگ سے اسوقت مشتعل ہو رہے ہیں - پس جب آپنے ان کے جوش اور ان کی حرارت کو اپنے قابو سے نکالدیا ہے - تو کیوں آپ یہ توقع کرتے ہیں - کہ وہ اب بھی آپ کے بس میں رہینگے -

ہمارے انداز بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ صورتیں پیش آنے کی توقع ہے - مگر واقع یہ ہے کہ یہ تمام حالتیں پیدا ہو گئی ہیں - لوگ علانیہ کہہ رہے ہیں کہ تحریک مُردہ ہو گئی - مہاتما جی اپنی عادت مستمرہ کے موافق بیٹھ گئے - کھدر جسموں سے اُتر رہا ہے - لاکھوں کے آرڈر لنکاشائر جا چکے ہیں ہزاروں رضا کار جو محض اس توقع پر جیل گئے تھے کہ ہمارے بعد ملک بڑھتا رہیگا - اب اسکو پیچھے ہٹتا دیکھ کر بددل ہو گئے ہیں - اور ہم سنتے ہیں کہ فرید پور جیل سے ۱۶ نے معافی مانگ لی۔"

(مسلم - یکم مارچ)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ایک ہی ٹھوکر نے مسٹر گاندہی کو کہاں سے کہاں گرا دیا ہے - اور وہی لوگ جو ان کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے - اور جو ان کے ہر حکم کو اپنے لئے بمنزلہ وحی سمجھتے تھے - ان کی نسبت کیا کہہ رہے ہیں -

اس سے بھی بڑھ کر سکھوں کے اخبار لائل گزٹ نے مسٹر گاندہی کے زوال پر عجیب رنگ میں روشنی ڈالی ہے پبلک کو "بے وفا معشوقہ" کا خطاب دیکر لکھتا ہے :-

"آج جسے یہ معشوقہ سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے جس کا نام سُن سُن کر جیتی ہے - جس پر تن من دھن نثار کرتی ہے - کل ایک معمولی سی فروگذاشت پر نہ صرف یہ کہ اس سے آنکھیں ہی بدل دیتی ہے بلکہ عاشقوں کے سر قلم کرتے ہوئے اسے ذرا رحم نہیں آتا"

"مسٹر گوکھلے آنجہانی - سر فیروز شاہ مہتہ - سر سریندر ناتھ بینرجی - مسٹر سری نواس شاستری - مسٹر جناح - سر سیتلواد - مسٹر ہرکشن لال - مسٹر بپن چندر پال مسٹر سیتہ مورتی اور پنڈت مدن موہن مالویہ جیسے محبان وطن سے اس بے وفا معشوقہ نے جو سلوک کیا وہ سخت عبرتناک ہے - لیکن بایں ہمہ ہندوستان کے "سیاسی پیغمبر" مہاتما گاندہی کی نسبت یہ امر کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کسی دن ان کے ساتھ بھی ایسا ہی بے وفایانہ سلوک ہوگا"

(۵ مارچ سنہ ۲۲ء)

یہ تو دوسروں کی زبانی ہے - اب مسٹر گاندہی کا اپنا بیان سُن لیجئے - حال میں انھوں نے ایک مضمون ان اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے - جو کانگریس کمیٹی کے فیصلہ کے بعد ان پر کئے گئے - اس مضمون کا عنوان انہوں نے یہ رکھا ہے کہ "میرا اعتبار بالکل جاتا رہا ہے" ایک اور مضمون میں لکھتے ہیں :-

"مجھے اپنے فیصلہ سے تھوڑی سی مایوسی اور افسردگی پھیلنے کا تو احتمال تھا - مگر مخالفت کے ایسے طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے جو پیش آیا ہے - میں بالکل تیار نہیں"

(وکیل ۸ مارچ ۱۹۲۲ء)

اس مخالفت کا مسٹر گاندہی پر جو اثر ہوا ہے - اس کا اندازہ ان کے اسی مضمون کے حسب ذیل فقرات سے لگایا جا سکتا ہے :-

"میں پرماتما سے دُعا کر رہا تھا کہ ہمیں شکست ہو میں ہمیشہ قلیل التعداد جماعت ہی میں رہا ہوں - اور یہی مجھے پسند ہے - بیشمار لوگ جو بغیر سوچے سمجھے میری پرستش کر رہے ہیں - انہوں نے دراصل میرا ناک میں دم کر رکھا ہے - اگر وہ میرے مُنہ پر تھوکیں تو زیادہ اچھا ہو"

"لوگ جتنی بار غلطیاں کرینگے - میں ان کا اعتراف کرتا رہونگا - میری حفاظت میری بے غرضی میں موجود ہے"

ان الفاظ اور فقرات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اپنی ناکامی اور زوال کو دیکھ کر مسٹر گاندہی کی ذہنی اور دماغی کیفیت کیسی متغیر ہو گئی ہیں - اور ان پر اس صدمہ کا اثر کس قدر ہوا ہے - لیکن یہ تو ابتدا ہے - آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا -

کیا اب بھی کوئی ہے - جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی بیان فرمودہ اس تشبیہ کا انکار کر سکے - جو آپنے مسٹر گاندھی کے متعلق اسوقت بیان فرمائی تھی - جبکہ ہندوستان کی سیاسی فضا ان کی تعریف و توصیف کے نعروں سے گونج رہی تھی ؛

ایسے وقت میں جبکہ مسٹر گاندہی کی تحریک ان کے اپنے ہاتھوں مردہ ہو رہی تھی - اور ان کے پیرو بددل ہو کر ان سے برگشتہ ہو رہے تھے - گورنمنٹ کا مسٹر گاندہی کو گرفتار کرنا ممکن ہے کچھ عرصہ اور ان کی شہرت کو عوام میں قائم رکھنے کا باعث بنجائے - لیکن وہ دن ضرور آئیگا - جبکہ یہ عارضی اور نمایشی شہرت کافور ہو جائیگی - اور دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ ایک دینی اور رُوحانی مصلح اور دنیاوی لیڈر میں کیا فرق ہے - اور پبلک اپنے لیڈروں کو کس طرح سر چڑھا کر اوندھے مُنہ زمین پر پھینکتی ہے ؛

جالندھر چھاؤنی میں حضرت مسیح موعود کی یادگار

قیام چھاؤنی جالندھر کے دوران میں ایک دن یہ معلوم کر کے بہت مسرت اور خوشی ہوئی۔ کہ صدر بازار میں ایک ایسی مسجد ہے۔ جسمیں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آکر ٹھہرے۔ اور نماز ادا کی تھی۔ اس کے متعلق مفصل اور مزید واقفیت حاصل کرنے کے لئے ہم چند دوست ایک صاحب کے پاس گئے۔ جن کا نام میاں جی عبدالرحمٰن صاحب ہے۔ اور صدر بازار میں چھوٹے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔ دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا۔ غالباً ۱۸۹۳ء یا ۱۸۹۲ء کا زمانہ تھا۔ اور گرمی کا موسم۔ کہ دوپہر کے وقت حضرت مرزا صاحب تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ دس بارہ اور بھی آدمی تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر اس مسجد میں آرام فرمایا۔ اور پھر نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک شخص سکندر بخش گھوڑی ساز سے ملاقات کی۔ اور پھر واپس جالندھر شہر تشریف لیگئے۔

ان کا بیان ہے کہ میں ان دنوں اس مسجد کا امام تھا اور اسی میں لڑکوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ اسلئے مجھے حضرت مرزا صاحب سے نیاز حاصل کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اس دن حضرت صاحب کی کہنی پر پھنسی کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو پلٹس بنا لاؤں۔ حضور نے اجازت دی۔ اور میں نے پلٹس بنا کر حضور کی کہنی پر باندھی۔

یہ صاحب جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم میں سے اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کی برکتوں سے اپنے اوپر خدا کے بڑے بڑے فضل بتاتے ہیں انہوں نے مسجد کے متعلق یہ مختصر سی روایت بیان کی۔

ہم نے محض اس نیت سے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے مقدس قدم اس مسجد میں رکھے ہیں۔ اسمیں باجماعت نماز عصر ادا کی۔ اگرچہ اس کی موجودہ صورت وہ نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود کے تشریف لانے کے وقت تھی میاں صاحب نے بیان کی۔ لیکن اس خیال سے کہ اس کا پتہ لگانے کے لئے شایق احباب کو آسانی اور سہولت ہو اس کا موجودہ نقشہ اور پورا پتہ لکھا جاتا ہے۔

یہ مسجد صدر بازار کے محلہ بھیڑیاں میں واقع ہے اور کشمیریوں والی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا نقشہ یہ ہے:۔
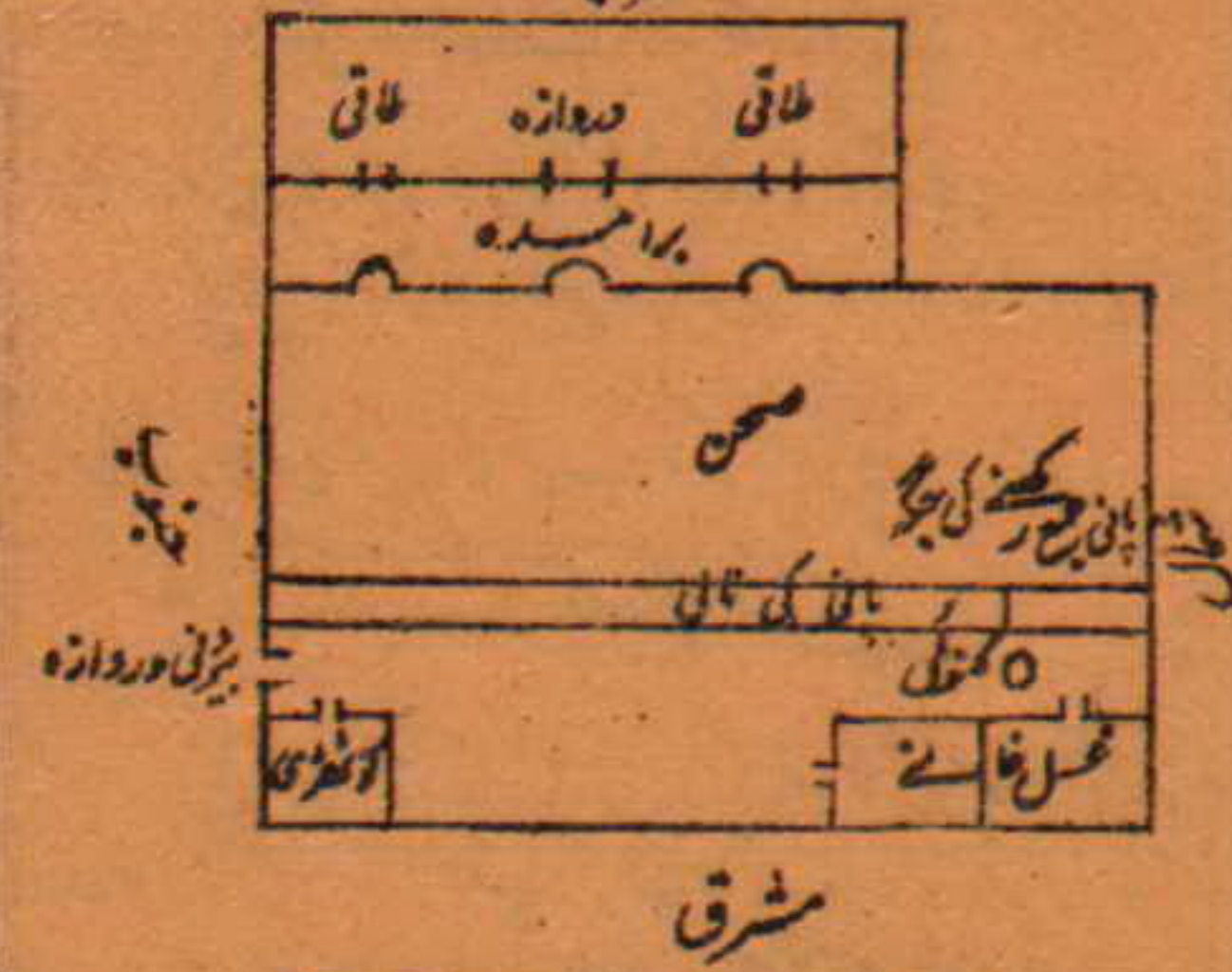
مولوی محمد علی صاحب کی عہد شکنی۔

کچھ عرصہ ہوا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک اعلان کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ مخالفین سے مباحثات بند اور کسی تحریر کا جواب دیتے ہوئے ذاتی حملہ نہیں کیا جائیگا۔ اور نہ ہی نامناسب الفاظ استعمال ہونگے۔ مگر اس اعلان کی ابھی سیاہی بھی سوکھنے نہ پائی تھی کہ پیغام میں اس کی خلاف ورزی شروع ہو گئی۔ چنانچہ فاضل مصری کے علاوہ خاکسار نے بھی مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کے اشعار کی طرف توجہ دلائی۔ جن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کو کھلی کھلی گالیاں دی گئی تھیں۔ اب اس کے بعد ۵ مارچ کے پیغام میں ۲۴ فروری کا خطبہ جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ" کا چھپا ہے۔ جسمیں وہ فرماتے ہیں:۔

"ہم میں سے ہی وہ لوگ بھی ہیں کہ کام تو بروں کے کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو قائم مقام نیکوں کے سمجھتے ہیں ...... یہ یوسف بنکر اپنے بھائیوں کو گھروں سے نکالتے ہیں۔ بنتے یوسف ہیں اور کام یوسف کے بھائیوں کا کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم حسین ہیں حالانکہ کام یزید کے کرتے ہیں۔ حسین نے تو حق کیلئے اپنی گردن کو کٹوا دیا۔ لیکن وہ کیسے حسین ہیں جو دوسروں کے قتل کے درپے ہیں۔ یزید کا فعل کر کے کوئی شخص حسین نہیں بن سکتا"

اس عبارت میں صریحاً حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر کا ذکر ہے اور انکی ایک تقریر کی طرف اشارہ ہے جسمیں انہوں نے اپنے آپکو یوسف اور حسین فرمایا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کو خدا جانے اپنی نسبت یہ غلط فہمی کیوں ہے کہ وہ اتنی بڑی شخصیت ہیں کہ ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے ان کے قتل کے درپے بھی لوگ ہو سکتے ہیں۔

بہرحال یہ عہد شکنی نوٹ کرلیں کہ اسمیں ذاتی حملہ ہے اور ہمارے امام و مطاع کو یزید اور برادر یوسف بغیر کسی وجہ اور ثبوت کے بنایا گیا ہے۔ (اکمل)

اہلحدیث میں وفات مسیح کا ذکر

تضمین بر شعر سبحات ابن حجر عسقلانی کے عنوان سے ایک نظم اہلحدیث مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ جس کے بعض اشعار یہ ہیں:۔

تو آج ہے نازک بدن۔ ہے زیب تن گل پیرہن
کل تجھ کو پہنا دیں کفن گھر ہو ترا بیت الحزن
جب چھوڑ کر تو یہ جہاں جاوے لسوئے جاوداں
جا کے پھر آوے یہاں گو یہ بھیا ہو جواں
آدم کہاں۔ حوا کہاں۔ موسیٰ کہاں عیسیٰ کہاں
یوسف کا وہ چرچا کہاں۔ حسن و قدِ زیبا کہاں

پہلے موت کا ذکر ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ مردے واپس نہیں آیا کرتے۔ اور آخر میں لکھا ہے کہ جیسے آدم و حوا و موسیٰ فوت ہو کر اس جہاں میں نہیں رہے ایسے ہی حضرت عیسیٰ۔ اہلحدیث جیسے احمدیت کے مخالف پرچے میں وفات مسیح کا اقرار دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ حق برزبان جاری۔ حضرت عیسیٰ کو مردوں میں قرار دینا ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نظر اس پر نہ پڑتی۔ پس یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اسلئے اسے چھپنے دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایک ہزار روپیہ لیکر بھی حیات مسیح پر مؤکد بعذاب قسم نہیں کھاتے۔ اور یا یہ تصرف الٰہی ہے کہ اہلحدیث میں وفات مسیح کا اقرار چھپ گیا۔ دونوں صورتوں میں حجت ملزم پر قائم۔ ناظرین اہلحدیث ۷ مارچ صفحہ ۶ نوٹ کرلیں۔ اور یہ شعر یاد۔ موقعہ پر پیش کیا کریں۔ (اکمل)

خطبہ جمعہ

ہر مومن خلیفۃ اللہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے بارہا اپنے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اب پھر دلاتا ہوں۔ کہ ہم نے ایک خاص اور اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہمیں یہ کام کرنا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ ہم نے کرنا ہے بلکہ یہ کہ ہماری ترقی ہماری بہبودی اور ہماری کامیابی کیلئے اس کا پورا ہونا ازبس ضروری ہے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ اگر ہم اس کام کو نہ کرینگے تو ہماری ناکامی [illegible] نا نہیں۔ وہ

کام کیا ہے

یہی کہ اسلام کو یعنی خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کو اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے رشتہ کو ہم اپنی ذاتوں میں ہی مضبوط نہ کرینگے بلکہ دوسروں میں بھی اسے قائم کرینگے۔ اور ان کے دلوں میں اس رشتہ کو مضبوط کر دینگے۔ یہ کام کوئی

معمولی کام نہیں

پھر یہ کوئی ایک دن میں یا دو دن میں یا تین دن میں ہونے والا کام نہیں اور کسی معمولی کوشش کے نتیجہ میں اس میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ بہت بڑا کام ہے۔ جو ایک نسل کے کرنے کا بھی نہیں دو نسلوں کے کرنے کا بھی۔ بلکہ یہ ایسا کام ہے۔ کہ ہر نسل جو آئیگی۔ اسی کا یہ کام ہوگا۔ کیونکہ یہ کام جو ہم نے اختیار کیا۔ اور اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور ذمہ کیا لیا ہے جس دن ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اسی دن سے ہمارے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ یہ کام کرے اور اگر یہ کام نہ ہوتا۔ تو خدا بندہ کو پیدا ہی نہ کرتا۔ پس

انسان کی پیدائش کی غرض

ہی یہ ہے۔ کہ خود خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور دوسروں کو تعلق پیدا کرا دے۔ اسی کا نام دین ہی یہی اسلام ہے۔ اسی کو مذہب کہا جاتا ہے۔ اس سے باہر نہ کوئی مذہب ہے۔ نہ سلسلہ ہے۔ نہ دین ہے۔ پس ہماری اور نہ صرف ہماری بلکہ ہمارے باپ دادوں کی بھی پیدائش سے پہلے یہ کام ہمارے ذمہ رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایسا کام ہے۔ کہ اس کو

بدلنے کے ہم مجاز نہیں

ہیں۔ دنیا میں ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس کام کو جی نہ چاہے اسے چھوڑ کر دوسرا اختیار کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی زراعت کرنا نہیں چاہتا۔ تو زمین بیچ کر تجارت شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی تجارت کرنا نہیں چاہتا۔ تو مال فروخت کرکے روپیہ زمینداری میں لگا دیتا ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص ان دونوں کو پسند نہ کرے۔ وہ کوئی ہنر اور پیشہ سیکھ کر اس سے زندگی بسر کرتا ہے پھر ہو سکتا ہے کہ کوئی ازاد پیشہ اختیار نہ کرے۔ نوکری کرے پھر ان کے علاوہ ان کاموں کی اور تقسیمیں ہیں ایک زمیندار کی مرضی ہے۔ کہ چاہے گیہوں بوئے۔ چاہے روئی۔ ایک تاجر کی مرضی ہے کہ خواہ کپڑے کی تجارت کرے خواہ غلہ کی یا چون کی تجارت کرے یا مشینوں کی کسی چیز کی کرے اس کی مرضی ہے۔ اسی طرح ایک ملازم کا اختیار ہے۔ کہ اگر اس کا دل چاہے۔ تو ریلوے میں نوکری کرے۔ اور اگر اس کو پسند نہیں کرتا۔ تو ڈاکخانہ میں کر لے۔ اگر اس کو بھی پسند نہیں کرتا۔ تو کچہری میں کرے۔ یہی حال پیشوں کا ہے۔ چاہے کوئی نجاری کرے۔ یا معماری۔ چاہے کوئی ڈاکٹری کرے یا وکالت اختیار کرے۔ کوئی پیشہ اختیار کرے۔ یہ اس کے اختیار کی بات ہے۔ مگر یہ کام جو ہمارے سپرد ہوا ہے۔ یہ ان کاموں میں سے نہیں ہے۔ جن کو بدلا جا سکتا ہے۔ اس کا بدلنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے جسطرح کسی کے اختیار میں یہ تو ہے۔ کہ جو پیشہ چاہے اختیار کرے۔ اور جو کام پسند کرے وہ کرے لیکن یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ کہ قانون قدرت نے جو ذرائع پیشوں اور کاموں میں کامیابی کے حصول کے مقرر کئے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر اور طرف نکل جائے یہ بات تو اس کے اختیار میں ہے۔ کہ ایک دفتر کی کلرکی نہیں کرنا چاہتا۔ تو دوسرے کی کر لے۔ مگر وہ یہ نہیں کر سکتا۔ کہ آنکھوں سے لکھے اور ہاتھوں سے دیکھے۔ اسی طرح اس بات میں ہمارا اختیار نہیں ہے۔ کہ اس زندگی کا اصل مقصد کوئی اور قرار دے لیں۔

انسان کی زندگی کی مثال

اس مسافر کی طرح ہے۔ جسکو ایک جگہ بتا دی جائے۔ اور کہہ دیا جائے کہ تم فلاں جگہ پہنچو۔ اور اسے راستہ میں ٹھیرنے اور گذرنے کی منزلیں بھی بتا دی جائیں۔ اب اسے یہ تو آزادی ہے۔ کہ سڑک کے خواہ دائیں پہلو پر چلے یا بائیں پر۔ اور یہ بھی وہ کر سکتا ہے کہ کسی جگہ ٹھہر کر آرام کرے۔ لیکن یہ نہیں کہ جہاں اسے پہنچنا ہے۔ اسے چھوڑ کر کسی اور طرف چل پڑے۔ اسی طرح انسان کی مثال ہے۔ انسان کو بتا دیا گیا ہے۔ کہ اسے خدا تعالیٰ کو ملنا اور اس تک پہنچنا ہے۔ اس کے لئے اسے راستہ اور راستہ کی منزلیں بتا دی گئی ہیں۔ کہ اس طریق سے جانا ہے۔ اور یہ شریعت ہے۔ باقی یہ اسے آزادی دے دی گئی ہے۔ کہ عمدہ کپڑے پہنو یا ادنیٰ۔ اعلیٰ کھانا کھاؤ یا معمولی۔ جو میسر ہو اسے جس رنگ میں چاہو استعمال کرو۔ مگر

اصل مقصد کو نہیں بھولنا

اور اس کی مقررہ منزلیں نظر انداز نہیں کرنی۔ یعنی احکام شریعت کو نہیں چھوڑنا۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا پس انسانی زندگی کا یہ ایسا مقصد ہے۔ جس میں آدم سے لیکر اب تک کوئی تبدیلی نہیں کر سکا۔ دنیا نے بڑی ترقی کی ہے۔ اور بڑی بڑی اہم باتوں میں کامیابی حاصل کی ہے۔ مگر اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکا۔ پھر یہ ایسا مقصد نہیں ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاصل کر لیا۔ تو اور کسی کو اس کے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں یا اس کے لئے اس کا حاصل کرنا ضروری نہیں۔

اسلام میں کفارہ نہیں

یہ نہیں کہ ایک کامیاب ہو گیا۔ تو دوسروں کو اس کی کامیابی سپرد کر دی جائیگی۔ جسطرح اسلام یہ اجازت

نہیں دیتا۔ کہ ایک جرم کرے تو دوسرے کو پکڑ لیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں رکھتا کہ ایک اعمال کرے تو دوسرے کو اس میں سے حصہ مل جائے۔ حضرت مسیح کہتے ہیں میرے پیچھے وہی آسکتا ہے۔ جو اپنی صلیب آپ اٹھائے۔ یعنی خود عمل کرے۔ اسلام بھی یہی کہتا ہے۔ جو حضرت مسیح نے تمثیلی رنگ میں کہا۔ کہ وہی انسان اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے۔ جو اپنی صلیب آپ اٹھائے۔ دوسرے کے اٹھانے سے نہیں پہنچ سکتا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی یا آپ کے صحابہ کی ترقی یا حضرت مسیح موعود کی ترقی یا آپ کے صحابہ کی ترقی کی وجہ سے دوسرے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمارا کام پورا ہو گیا۔ بلکہ ہر ایک کو اس کے لئے خود کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جب تک ہر ایک کوشاں نہ ہو گا۔ اس میں کامیابی نہیں ہو گی۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگ

ناموں سے دھوکہ

کھاتے ہیں۔ وہ جب یہ سنتے یا پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں کام کیا تو کہتے ہیں۔ وہ تو خدا کے رسول تھے۔ جو کام انہوں نے کیا وہ ہمارے کرنے کا نہیں ہے۔ گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم پر تو اس کام کے کرنے کا بوجھ رکھا تھا۔ اور نعوذ باللہ ان پر ناراضگی تھی۔ کہ ان کے لئے شرط لگا دی۔ کہ یہ کام کرو گے تو جنت ملیگی۔ مگر یہ خدا کے ایسے پیارے ہیں۔ کہ ان کے لئے خدا نے کوئی کام نہیں رکھا۔ بجائے اس کے اگر یہ کہتے کہ ہمارے لئے خدا تعالےٰ نے یہ کام رکھے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے آزاد تھے۔ تو اگرچہ یہ بھی غلط ہوتا مگر ایک بات تو تھی۔ چنانچہ صحابہ میں سے جو ابھی اعلیٰ مقام پر نہ پہنچے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں اسقدر عبادت کرتے ہیں۔ آپ تو خدا کے پیارے اور محبوب ہیں۔ یہ ایسی بات ہے۔ جو بظاہر کہی جا سکتی تھی مگر یہ بھی غلط تھی۔ کہ آپ کو عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر یہ غلطی ایسی تھی کہ جس کے متعلق ٹھوکر لگ سکتی تھی۔ اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ مجھے اعمال کی ضرورت نہیں ہے تو میرا کام ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی اور زیادہ عبادت کروں کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہوا ہے۔ اور اگر مجھے اعمال کی ضرورت ہے۔ تو بھی میرا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کروں تاکہ مجھ پر اور فضل نازل ہوں۔

اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیا کہ دونوں حالتوں میں انسان باہر نہیں رہ سکتا۔ جب تک اسے خاص مقام حاصل نہیں ہوتا۔ اسوقت تک تو اس لئے لگا رہے کہ وہ مقام حاصل ہو۔ اور جب حاصل ہو جائے تو اس لئے لگا رہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا یہ مجھ پر فضل ہوا ہے پس خدا تعالیٰ کا فضل ہونے پر کام اور زیادہ کرنا چاہیئے۔ نہ کہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حالتوں کے متعلق یہی رکھا ہے۔ مگر بہت لوگ ہیں۔ جو رسول کے لفظ سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کہ آپ تو رسول تھے۔ آپ کا فرض تھا کہ اس طرح کرتے بعض لوگ کہتے ہیں۔ یہ پیروں اور صوفیوں کا کام ہے۔ ہمارا کام نہیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگ سمجھتے ہیں۔ یہ خلیفہ کا کام ہے۔ حالانکہ

خلیفہ کا کام

کے یہ معنے ہیں۔ کہ خلیفہ کام کو ایک انتظام میں لائے۔ نہ یہ کہ سب اسی کا کام ہے۔ اور باقی سب لوگ آزاد ہیں۔ دیکھو ایک گھر میں خاوند۔ بیوی بچے ہوتے ہیں۔ لیکن خاوند کے خاوند ہونے کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ باقی گھر کے سب آدمی کام چھوڑ بیٹھیں۔ اور سارے کام خاوند کو کرنے پڑیں۔ بلکہ بیوی بچے بھی گھر کے کاموں کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ تمام گھروں میں یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ اور کوئی یہ نہیں مانیگا۔ کہ میں خاوند ہوں۔ اس لئے سب کام کرنا میرا ہی فرض ہے۔ بلکہ عام طور پر تو یہ ہوتا ہے کہ لوگ زیادہ تر کام بیوی بچوں سے کراتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو حاکم سمجھتے ہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں کہتے ہیں کہ سب خلیفہ کا کام ہے۔ ہمیں کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ گویا بالکل الٹ نقشہ ہے۔ کیا خاوند کے ہاتھ میں گھر کی حکومت آنے سے گھر کے دوسرے لوگوں کا کام بند ہو جاتا ہے۔ اسکے تو یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ سب کے کام تقسیم کر دے۔ اور اگر کوئی غلطی کرتا ہے تو اسے تنبیہ کرے۔ اسی طرح خلیفہ کے تعیین سے اسلام کا یہ منشاء نہیں۔ کہ سب کو آزاد کر کے سب کام اسکے ذمہ لگا دیئے جائیں۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ کام تقسیم کرے۔ اور انکی نگرانی کرے۔

لوگ پوچھتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ کیوں آیا ہے کہ اللہ تم کو خلیفہ مقرر کریگا۔ اس سے بعض نادانی سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ایک خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ انجمن ہونی چاہیئے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم خلیفہ مقرر کرینگے۔ اور باری باری مقرر کرینگے۔ مگر یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ صحیح معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی خلیفہ مقرر ہوتا ہے۔ پھر اور مقرر ہوتا ہے۔ پھر اور۔ اسلئے جمع کا لفظ آیا ہے۔ پھر اس لحاظ سے جمع کا صیغہ آیا ہے کہ جو بندہ دنیا میں موجود ہے۔ اور خدا کا بندہ کہلاتا ہے وہ خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام دنیا میں جاری کرے۔ اور دوسروں تک پہنچائے اس لحاظ سے

ہر مومن خلیفہ ہے۔

اور جسے خدا مقرر کرتا ہے۔ وہ الگ خلیفہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے احکام جاری اور قائم کرنے کے لئے ہر ایک مومن خلیفہ ہے۔ اور جب تک ہماری جماعت کا ہر ایک فرد یہ سمجھے کہ وہ خلیفہ ہے۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک لوگوں میں یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ بعض کام چھوڑ کر آپ غافل بیٹھے رہتے ہیں۔ اسوقت تک ان کے تباہ و برباد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جب یہ احساس پیدا ہو جائیگا۔ کہ ہر ایک سمجھ لے یہ میرا ہی کام ہے۔ تو اسوقت ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جائیگی کہ جسے کوئی توڑ نہیں سکیگا۔ اسوقت اس دیو کی مثال ہو گی جس کا قصہ بچپن میں پڑھا کرتے تھے کہ ایک ایسا دیو ہے۔ کہ اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے تو دس اور نکل آتے ہیں۔ یہ تو قصہ ہی ہے۔ مگر اس جماعت کا حال بھی ہو گا۔ کہ اگر ایک کو کاٹا جائیگا تو دس نکل آئینگے۔

مگر جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں یہ کام کریں۔ ان میں سے جب وہ لوگ نہیں رہتے۔ جن کے ذمہ کام سمجھکر اپنے آپ کو آزاد سمجھا جاتا ہے۔ تو جماعت ٹوٹ جاتی ہے۔ کوئی جماعت کامیاب اسی وقت ہوتی ہے۔ جبکہ اس کا ہر فرد سمجھتا ہو کہ سلسلہ کا چلانا اور کام کو جاری رکھنا میرے ذمہ ہے ہاں انتظام اور نگرانی کرنا ایک کے سپرد ہے۔

خلافت کا قیام

جماعت کے اجتماع کے لئے ہے۔ نہ اسلئے کہ ایک کے ذمہ سارا کام ہو جاتا ہے۔ اور باقی آزاد بنجاتے ہیں۔

یہ بات ہے۔ جو میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے لوگ سمجھیں۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اور جاہل سے جاہل انسان میں بھی یہ جوش اور خیال ہونا چاہیئے۔ کہ میں خلیفہ ہوں اور خدا کے دین کی اشاعت کا کام میرے ذمہ لگایا گیا ہے اگر ہماری جماعت میں یہ احساس پیدا ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اب تو زیادہ جماعت ہے۔ اگر اس کا چوتھا نہیں

ہزارواں حصہ

بھی جماعت ہوتی ہے۔ تو دنیا کو فتح کرنے کا کوئی فکر نہ ہوتا لیکن اب یہ جو حالت ہے کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ اشاعت دین خلیفہ کا کام ہے۔ یا ناظر یا اور لوگ اس کے ذمہ دار ہیں۔ اس صورت میں اگر

۱۰ کروڑ

بھی اور لوگ شامل ہو جائیں۔ تو کچھ نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ اگر

۴۰ چالیس آدمی

ملجائیں۔ تو دنیا فتح ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جماعت کی تعداد

۴ - لاکھ

تک پہنچ چکی ہے۔ پھر چالیس آدمی کیسے چاہتے تھے ایسے ہی کہ جنمیں سے ہر ایک یہی کہے کہ اشاعت اسلام کا کام میرے سپرد ہے۔ اور میں ہی اسے پورا کرنے کا ذمہ وار ہوں ابھی اگر ایسے چالیس آدمی مل جائیں تو

دُنیا کا فتح کرنا مشکل نہیں

چند دن میں دنیا کا نقشہ بدلا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسے غافل لوگ جن کی عادتیں اس رنگ کی ہیں۔ جس طرح چند پیسے چوکیدار کو دیکر اپنے آپ کو امن میں سمجھ لیتے ہیں یا جن کی مثال اس کبوتر کی سی ہے۔ جو بلی سے بچنے کے لئے آنکھیں بند کر کے بیٹھ رہتا ہے۔ یہ خواہ کتنے بھی ہوں۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک ہر شخص کے دل میں یہ اُمنگ اور یہ جوش نہ ہو کہ میں خدا کے دین کو دنیا میں پھیلاؤنگا۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ایسے جوش والے اگر چالیس آدمی بھی پیدا ہو جائیں۔ تو چند ہی دن میں

عظیم الشان تغیر

کر سکتے ہیں۔

مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود ابھی تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا۔ اور لوگ یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ کام کے ذمہ دار خلیفہ یا دو چار شخص ہیں۔ حالانکہ خلیفہ کا کام تو یہ ہے کہ نگرانی کرے اور دوسروں کے سپرد کام کرے۔ جو سب کے سب اپنے آپ کو کام کے ذمہ دار سمجھیں۔ لیکن ہماری جماعت کے لوگوں کی موجودہ حالت ایسی ہے جیسے

ایک فوج

کے افسر مقرر ہوں۔ کرنیل۔ جرنیل اسپر سپاہی لڑائی چھوڑ کر بیٹھ رہیں۔ کہ جرنیل جو مقرر ہو گیا ہے۔ وہی لڑیگا۔ کیا کوئی ایسی فوج کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب تک ہر سپاہی یہ نہ سمجھے۔ کہ ملک کو بچانے کی ذمہ واری اسپر بھی ویسی ہی ہے جیسے جرنیل پر ہے۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جرنیل کا کام تو یہ ہوتا ہے۔ اور اس لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ کہ سپاہی کو بتائے کہ اسے کہاں کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور کس طرح کام کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ سپاہی پر کام کی ذمہ واری نہیں رہتی۔

اسی طرح

مذہبی جماعت

میں جب تک یہ احساس نہ ہو کہ اس کا ہر فرد اپنے آپ کو اشاعت اسلام کا ذمہ وار سمجھے۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی اور اس وقت تک اس کے تمام دعوے باطل اور تمام کامیابی موہوم ہے۔

ہم میں سے ہر شخص سمجھے کہ اشاعت اسلام اسی کا کام ہے۔ کسی اور کا نہیں ہے۔ جب ایسے لوگ پیدا ہو جائینگے۔ تو کوئی چیز ان کے سامنے روک نہ بن سکیگی نہ ان کے سامنے مال نہ ان کے سامنے تکالیف نہ حکومتیں۔ نہ فوجیں۔ غرض کہ کوئی چیز نہ ٹھہر سکیگی۔ وہ

ڈائنامیٹ

کی طرح ہونگے۔ جو پہاڑوں کو اُڑا کر پھینک دیتا ہے۔ گو وہ تھوڑے ہونگے۔ لیکن بارود بھی تھوڑا سا ہی پہاڑ اُڑا دیتا ہے

رُوح

یہ ہماری جماعت کو پیدا کرنی چاہیئے۔ اس کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ اپنے فرض کو سمجھے۔ اور ان میں ایسی رُوح پیدا ہو کہ ہر ایک فرد سمجھ لے کہ دین کی اشاعت کا ذمہ دار میں ہی ہوں۔ اور اس کو پورا کرنے میں لگ جائے۔

حضور امام علیہ السلام سے اک نظر کرم کی التجاء

جاں سپردہ دل بدست دادۂ   خدمت دُور افتادۂ
تشنۂ آب زلالِ التقا   بر کنارِ ساحلے استادۂ
پیرہن صد چاک از جوشِ جنون   تن بعریانی سراسر دادۂ
نارسیدہ دست بر فتراکِ صبر   بر ہلاکِ خویشتن آمادۂ
شہرۂ آفاق در تر دامنی   ننگ نام خود بعصیاں ادۂ
کیسۂ رازِ درونش سر بمُہر   لب بحرفِ ناسزا نکشادۂ
ناخن تدبیر را گم کردہ   صد گرہ در کارہا افتادۂ
عرضہ دارد بر تو حالِ خویشتن   راہ گم کردہ بسے بے جادۂ
ایکہ مستغنی زہیچ چوں منے   یا بمینار بلند افتادۂ
مردگاں را از لبِ جاں بخش خود   تازہ تر روح درو اسے دادۂ

ختمِ نبوّت اور عسلِ مُصفیٰ

حقیقت پر غور نہ کرنیوالے ناواقفوں کی ظاہر بین آنکھوں کے واسطے نظام عالم ایک بالکل معمولی چیز ہے۔ وہ ہر روز ایک لاتبدل قانون کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ مگر انہیں کوئی خیال نہیں آتا۔ اور نہ طبیعت غور کی طرف متوجہ ہوتی ہے کیونکہ اس کے لئے خاص دماغ اور خاص آنکھوں کی ضرورت ہے۔

نبوت صانع حقیقی کے وجود کا ایک عظیم الشان اور زبردست ثبوت ہے۔ جو ہر زمانے میں خضر راہ بنکر گمراہوں کو معبود واحد کی طرف لے جاتی رہی ہے۔ مگر باینہمہ اس ناپائدار اور فانی انسان نے جب کبھی بھی موقعہ دیکھا۔ فوراً کہدیا۔ لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاً۔ ہمارے وہ مخالف جو سالوں سال ہمارے ساتھ متفق رہے۔ اور اپنے قول اور فعل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور غیروں سے بھی منواتے تھے۔ آج اپنی شومی قسمت سے منکرین نبوت بن بیٹھے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب اور میرزا خدابخش جنہوں نے متعدد دفعہ دُنیا کو حضرت مسیح موعود کی دعوت نبوت دی۔ آج منکرین نبوت کی پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ کوئی سعید الفطرت انسان سبق حاصل کرے۔ ذیل میں ان کے دو حوالے پیش کرتا ہوں۔ کاش غیر مبایع اصحاب ان پر غور کریں:-

میرزا خدابخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفےٰ کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۹۵ پر لکھتے ہیں:-

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی آدمی کا باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبیوں کی مُہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ جواب دیا کہ بے شک اُن کی اولاد نرینہ تو نہیں ہے لیکن چونکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مُہر ہیں۔ اس واسطے ان کی رُوحانی اولاد جن سے مراد رسول وانبیاء ہیں۔ وہ ضرور اس کی اُمت میں ہوتے رہینگے۔ اور جو غرض رسولوں اور نبیوں کے مبعوث کرنے کی ہوتی ہے۔ وہ اس رسول کے بعد بھی اسی رسول کی مُہر کے نیچے پوری ہوتی رہیگی۔ یعنے انبیاء ہوا کرینگے۔ پھر ان معترضین کا اولاد نرینہ کا اعتراض کرنا فضول ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا ان کو برا لگتا تھا اور اس امر سے ان کو خوشی تھی کہ اب ان کے بعد اولاد نرینہ نہیں تو اس سلسلہ کا خاتمہ ہوجائیگا مگر خدا تعالیٰ نے ان کو بھی یہ جواب دیکر شرمندہ اور لاجواب کیا اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ اس کے بعد تو برابر قیامت تک نبی اور رسول آتے رہینگے اور اس غرض کو علیٰ رغم دشمن پورا کرتے رہینگے کیونکہ وہ اس رسول کی مُہر کے ساتھ آئینگے“

اس کی تصدیق مولوی محمد علی صاحب اپنے ریویو میں یوں کرتے ہیں کہ:-

”اس کتاب کے مصنف نے جزاہ اللہ خیراً جس قدر محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں اُٹھائی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے ہی پتہ لگ سکتا ہے..... گویا حضرت مسیح علیہ السلام کی کتابوں کا ایک خلاصہ ہے۔ اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر مخالف پر یقینی فتح ہے ..... آجکل حضرت اقدس نماز مغرب کے بعد اس کے مضامین کو سُنتے۔ اور اکثر پسند فرماتے ہیں“

اب ہم مرزا خدابخش صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ اب بھی اپنے اس تحریر کردہ عقیدہ پر قائم ہیں۔ اور کیا مولوی صاحب جواب دے سکتے ہیں۔ کہ آج وہ ہتھیار جن سے دشمن پر یقینی فتح تھی۔ کند ہوگئے ہیں اور کیا کفار کا اعتراض جاتا رہا کہ آپ لوگ خاتم النبیین کے معنے تمام نبوتوں کے بند کرنے والے کرنے لگ گئے۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ نہ خوف خدا نہ شان رسول کا پاس۔ اور پھر کہے جاتے ہیں۔ ہم نے اپنے عقیدے تبدیل نہیں کئے۔ پھر مولوی صاحب خود ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۶ صفحہ ۲۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالیگا۔ وہ دیکھ لیگا۔ کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے۔ ہاں یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں ...... اس آخری زمانہ کے لئے تجدید دین کیواسطے بھی اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو آخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔ اپنے ایک نبی کو دُنیا کی اصلاح کے لئے مامور کریگا۔ اور اسی کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔“

یہ حوالے بالکل صاف اور واضح ہیں۔ اور ضد کو چھوڑ کر غور کرنے والوں کے لئے اس بات کا کافی ثبوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کہ غیر مبایع لوگوں کے سرگروہ خلافت ثانیہ سے قبل مسئلہ نبوت میں وہی عقائد رکھتے تھے جو مبایعین کے ہیں۔

خاکسار عبدالحکیم از انبالہ چھاؤنی۔

ضرورت ہے

احمدیہ سیٹلمنٹ واقعہ چک نمبر 91 10R متصل خانیوال ضلع ملتان میں ایک ٹیچر اور استانی کی ضرورت ہے۔ کوئی ایسا احمدی ٹیچر جو خود کم از کم مڈل پاس ہو اور بیوی بھی تعلیم یافتہ ہو۔ کم سے کم پرائمری پاس۔ جو لڑکیوں کو تعلیم باقاعدہ دے سکے۔ بہت جلد درخواست بمعہ نقول سارٹیفکیٹ و اسناد دفتر ناظر امور عامہ قادیان میں بھیجدیں۔ ٹیچر کی تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار ہوگی۔ اور استانی کی بیس ۲۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں جلد دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب منصف درجہ اول

رغیہ مقام بنارہ وال

ٹرھاخاں ولد بوٹے خاں قوم کشمیری ساکن کھارا تحصیل ظفر وال مدعی

بنام

نقیر۔ امیر پسران جواہر قوم مراسی ساکنان کھارا تحصیل ظفر وال حال چک ۳۵۷ علاقہ بار موضع کولو دو تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور مدعا علیہم

دعوے ؏

بنام نقیر۔ امیر پسران جواہر قوم مراسی ساکنان کھارا تحصیل ظفر وال حال چک ۳۵۷ علاقہ بار موضع کولو دو تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور

مقدمہ بالا میں بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ تم دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو اس لئے تمہارے نام اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ ۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرو ورنہ تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ آج بتاریخ ۱۰ ماہ مارچ ۱۹۲۲ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت)

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعودؑ کا بتایا ہوا جو امراض شکم کیواسطے بیحد مفید ہے۔ آپ نے فرمایا یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ میرے والد صاحب نے ستر برس کی عمر تک استعمال کیا ہے جس سے ثابت ہوا ہے کہ قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے مفید ہے بلکہ میں نے مرض انفلوانزا میں جس مریض کو استعمال کرایا شفایاب ہوا۔ اس لئے کم از کم یکصد گولیاں احباب کے پاس ہونی چاہئیں۔ جو ایسے موقعوں پر کام آدیں صرف ایک شب کو سوتے وقت کھانے سے قبض وغیرہ کی شکایت رفع ہوتی ہے قیمت گولیاں فی سینکڑہ معہ محصولڈاک ۱۲؍

المشتہر

سید عبد الاحد عزیز ہوٹل قادیان پنجاب

عینک سے نجات پانے کا آلہ

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و حکیم الامت خلیفہ اول رضی اللہ عنہما۔ یہ سرمہ امراض آنکھوں کے لئے بہت مفید ہے اور مجرب ہے۔ اور یہ سرمہ ککروں کے لئے اور نظر بڑھانے کے لئے ابتدائی موتیابند۔ جالا۔ پھولا۔ پربال۔ لالی ہو۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے۔ اور اگر ایک ہفتہ استعمال کر کے کسی شخص کو فائدہ ثابت نہ ہو تو بیشک واپس کرے۔ قیمت فی تولہ ؏ قسم اول اور ممیرا قسم اول فی تولہ ؏

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم ورياح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلس البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ سے استعمال کرے۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ قسم دوم ۸؍ فی تولہ

احمد نور کابلی۔ سوداگر قادیان۔ پنجاب

رشتہ کی ضرورت

مجھے اپنے ایک عزیز کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے جو خدا کے فضل سے قوم کا سید۔ جوان۔ خوش شکل۔ محنتی۔ برسر روزگار۔ ریلوے ورکشاپ لاہور میں ملازم اور فی الحال چالیس روپیہ کے قریب ماہوار آمدنی رکھتا ہے۔

جو احمدی بھائی قادیان میں رشتہ کرنے کے خواہشمند ہوں وہ خاکسار سے خط و کتابت کریں۔ لڑکی دیندار۔ صالح۔ خوش شکل اور ہندوستانی ہو۔

خاکسار سید عزیز الرحمٰن مہاجر از قادیان پنجاب

آٹا پیسنے کی چکی ⅝

یا لوہے کا خراس ہلکا چلنے والا اور بیلنہ ہائے ہر قسم رس نکالنے والے جس سے شکر گڑ تیار کیا جاتا ہے۔ کارخانہ میں تیار ہوتے ہیں۔ دیگر ڈھلائی کا کام عمدہ مصفا ہر قسم تیار کیا جاتا ہے۔ نرخ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کریں

مستری غلام حسین محمد شفیع ایرن فیکٹری بٹالہ گورداسپور

کشمیر

آج کل ہر ایک مال نسبتاً ارزاں ملتا ہے۔ مومیائی ست سلاجیت اصلی فی سیر ملے۔ باہیدانہ اصلی فی سیر ۷؍ کستوری فی تولہ ۲۰؍ زعفران گیلان فی تولہ ۲؍ ممیرا چینی فی تولہ عسہ پٹو پٹی سوٹ ۵؍ تا ۲۵؍ لوئیاں الکیری ۵؍ تا ۲۵؍ زنانہ چادریں ۱۲؍ تا ۲۵؍ دھسے ۵؍ تا ایک سو ریشمی دستکاری ہر قسم کا سامان چوبجات گرم۔ پشم از ہر قسم اور دیگر ہر قسم سامان آرڈر کے ہمراہ کچھ رقم پیشگی ضروری ہے۔

خاکسار

محمد اسمعیل احمدی احمدیہ سپلائنگ ایجنسی سرینگر کشمیر

ہندوستان کی خبریں

حادثہ چوراچوری کا تعلق تحریک ترکِ موالات سے لکھنؤ۔ ۱۶ مارچ۔ حادثۂ چوراچوری اور فسادات بریلی کے متعلق صوبجات متحدہ کی حکومت نے اپنے فیصلہ کے دوران میں لکھا ہے۔ کہ کمشنروں کی رپورٹ نے یہ امر واضح کر دیا ہے۔ کہ ان مقامات پر جو شرمناک بلوے ہوئے وہ براہ راست تحریک ترک موالات سے متعلق ہیں۔

پرنس آف ویلز کی مراجعت کراچی ۱۷ مارچ۔ آج صبح ۹½ بجے شہزادہ ویلز کی سیاحت ختم ہوگئی ممتاز سول اور فوجی افسران۔ راجگان اور رؤسا سرجان ووڈ پولیٹیکل سکرٹری اور کرنل کرافورڈ سٹوارٹ جوڈیشل کمشنر اور ہندوستانی مجالس وضع قوانین کے ممبران نے چھاؤنی کے اسٹیشن پر انکا استقبال کیا۔ گارڈ آف آنر کے معائنہ کے بعد مقامی میونسپلٹی نے خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا۔ جس کا شہزادہ موصوف نے جواب دیا۔ ٹون ہال کو بسواری موٹر جاتے ہی شہزادہ صاحب نے بلوچستان انفنٹری نمبر ۱۲۶ کو کلرز (اعزازات) عطا کئے اور بلوچی وار میموریل کا نقاب اٹھایا۔ ان رسوم کا نظارہ دیکھنے کے لئے بکثرت ہندوستانی اور یورپین جمع تھے۔ جنہوں نے شہزادہ ویلز کی روانگی پر پُر زور تالیاں بجائیں۔

بھیلوں کے رویہ میں اصلاح دہلی۔ ۱۷ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ کوٹڑی میواڑ کے بھیلوں کے رویہ میں خفیف اصلاح ہوئی ہے۔ اور فی الحال اس مقام پر بھیل فوج کے دستہ کے لئے مزید کمک کی ضرورت نہیں۔ پول میں حال ہی میں جو کارروائی کی گئی ہے خبر ہے کہ ضلع کھیرواڑہ اور اس کے نواح میں اسکا اچھا اثر ہوا ہے۔

مسٹر گاندھی کی سزایابی احمد آباد۔ ۱۸ مارچ۔ مسٹر گاندھی کو آج عدالت سشن سے چھ سال قید محض کی سزا ہوئی ہے۔ فیصلہ سنکر مسٹر گاندھی نے جج سے مخاطب ہو کر کہا۔ یقیناً میرا خیال ہے کہ سزا اس قدر ہلکی دی گئی ہے جتنی کہ ممکن ہو سکتی ہے۔ جہانتک عدالت کا تعلق ہے۔ میں اس سے زیادہ مہربانی کی امید نہیں کر سکتا تھا۔

شنکر لال بنکر کی سزایابی احمد آباد ۱۸ مارچ۔ شنکر لال بنکر پرنٹر ینگ انڈیا جن پر مسٹر گاندھی کیساتھ فرد جرم لگائی گئی تھی۔ انکو ایک سال قید محض ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور عدم ادائے جرمانہ کی صورت میں ۶ ماہ مزید قید کی سزا ہوئی ہے۔

بمبئی میں زبردست آتشزدگی بمبئی۔ ۱۶ مارچ۔ کل شام کو سیوری میں لکڑی کے ٹالوں میں آگ لگ گئی۔ چار لاکھ روپیہ نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

تفریحات پر ٹیکس کا مسودہ پاس ہو گیا کلکتہ ۱۶ مارچ۔ آج بنگال کونسل کے جلسہ میں تفریحات پر ٹیکس عائد کرنیکا مسودہ دو دن کے مباحثہ کے بعد پاس ہو گیا۔ اس ذریعہ سے آمدنی میں ۵ء۳ لاکھ اضافہ کی توقع کیجاتی ہے۔ جو زیادہ تر گھوڑ دوڑ کے ذریعہ سے حاصل ہوگی۔ مسٹر کرنے گورنمنٹ کو دیوالیہ سے بچا لینے پر کونسل کو مبارکباد دی۔

اخباروں کے ایڈیٹر اور سرحد کا دورہ اس وقت تک حسب ذیل ہندوستانی اخبارات کے ایڈیٹر نے سرحد کے دورہ کے لئے کمانڈران چیف کی دعوت کو منظور کیا ہے۔

مہتا کرشنا رام ایڈیٹر لیڈر۔ مسٹر پرتھویس چندر رائے ایڈیٹر بنگالی۔ مسٹر بی اے ٹیسن ایڈیٹر انڈین ریویو مسٹر کننگھم ایڈیٹر ایڈوکیٹ آف انڈیا۔ اور ایڈیٹر ڈیلی اکسپرس۔ اس پارٹی میں نری من آف بمبئی اور مسٹر چٹرجی آف ایسوشی ایٹڈ پریس بھی شامل ہونگے۔ یہ دورہ ۱۷ مارچ سے شروع ہو کر ۲۹ مارچ تک جاری رہیگا۔ اور جن مقامات کا دورہ کیا جائیگا۔ وہ یہ ہیں۔ درہ خیبر۔ درہ کوہاٹ۔ بنوں۔ ٹانک۔ جندولہ اور لادھا۔

کپتان بٹی اور ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے وکٹوریہ آرڈر نے کپتان بٹی اے۔ ڈی سی ٹو ہز اکسلنسی سر ہارکورٹ بٹلر کو وکٹورین آرڈر کا ممبر بنایا ہے۔ کپتان بٹی ان صوبجات میں انتظامات درود ہز رائل ہائینس کے اسپیشل افسر تھے۔

انگلستان بھیجنے کیلئے وفد کی تجویز کلکتہ۔ ۱۶ مارچ۔ مسٹر مانٹیگو کے استعفیٰ کے متعلق مسٹر بھوپندر ناتھ باسو سے اخبار کے ایک نمایندہ نے ملاقات کر کے انکی رائے دریافت کی۔ انہوں نے اسپر زور دیا کہ ایک مختصر سا وفد انگلستان بھیجا جائے۔ کہ وہ وہاں جا کر وہاں کی عام رائے اور اخبارات کے خیال کو دریافت کرے۔ انہوں نے کہا کہ اس وفد کے ممبروں کی تعداد کسی ایک پارٹی تک محدود نہ ہونا چاہیئے۔

لارڈ کرزن کے خلاف مسلمان ممبران اسمبلی کا پروٹسٹ دہلی۔ ۱۹ مارچ۔ معاہدہ سیورے میں ہندوستانیوں کے جذبات کے مطابق نظر ثانی کئے جانے کے متعلق ہندوستان کے باشندوں اور حکومت ہند نے جو مساعی کی ہیں۔ ان کی نسبت لارڈ کرزن نے جو حقارت آمیز ذکر کیا ہے۔ اور حکومت ہند کو برطانی حکومت کی ایک ماتحت شاخ کہا ہے۔ اسپر مجلس لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلمان ممبران نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر زبردست صدائے احتجاج بلند کی۔ اس جلسہ میں لارڈ کرزن کے اس دعویٰ کو قبول کرنے سے انکار کیا گیا۔ کہ ہز میجسٹی کی تیس کروڑ رعایا کی متحدہ مرضی کے خلاف وہ اپنی خارجی پالیسی پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور مسٹر ٹی پی او کانر کی تقریر پر نفرین کی گئی۔ جس میں اسلام کے مقابلہ پر عیسائیت کا سوال اٹھایا گیا۔ کہ اس سے سلطنت کے تمام اسلامی ممالک میں مذہبی حقارت کا شعلہ بھڑک اٹھیگا۔ اور مؤدبانہ درخواست کی گئی کہ لارڈ کرزن کے اعلان کے مہلک اثر کو دور کیا جائے۔ جس نے اس کے گذشتہ ریکارڈ کے اضافہ کے ساتھ ہندوستان میں سخت بے چینی پیدا کر دی ہے۔ پیغام کا مضمون بذریعہ تار۔ وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج مسٹر مانٹیگو۔ اور سید امیر علی کے نام بھیجا گیا۔

کپور تھلہ میں گرفتاریاں مولوی محمود الحسن صاحب صدر مجلس خلافت کو بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے ان کے علاوہ سردار ہربنس سنگھ ساکن امرتسر اور لالہ درگا داس صاحب وکیل کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور بہت سی گرفتاریاں ہونگی

ممالکِ غیر کی خبریں

امیر افغانستان کا اعلان پشاور ۱۶ مارچ - امیر افغانستان نے اعلان شائع کیا ہے۔ آزاد قبائل کے نام جو خود مختار قبائل کے علاقوں میں بکثرت تقسیم کیا گیا ہے۔ اس اعلان میں لکھا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ انھوں نے صلح کر لی ہے۔ اور اب وہ قبائل کو یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ آیندہ انہیں افغانستان سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ حکومت کے خلاف معاندانہ کارروائیوں میں ان کی مدد کریگا - بیان کیا جاتا ہے - کہ اس سے نزاع کو بھڑکانے والوں کے حوصلے شکست ہو گئے ہیں۔ یہ بھی خبر ہے۔ کہ حاجی ترنگزئی نے ان کے اعلان کی نقل کو علانیہ طور پر جلایا ہے ؂

جنوبی افریقہ کی بغاوت جوہانسبرگ ۱۴ مارچ - جنرل سمٹس باغیوں سے غیر مشروط طور پر ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے فورڈزبرگ کے باغیوں کی جماعتوں کے نام الٹی میٹم شایع کیا ہے۔ کہ اگر اپنے مقامات خالی نہ کرینگے - تو گولہ باری کی جائیگی ؂

وزارت ہند کے متعلق مشکلات لارڈ ڈربی اور ڈیوک آف نشائر نے وزارت کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسلئے ارل کرافورڈ اور وائیکونٹ پیل سے درخواست کی جارہی ہے۔ اندیشہ بھی کیا جاتا ہے۔ کہ شاید سر ایل ورتھنگٹن ایونز ہی اس عہدہ پر مقرر ہو جائیں۔ مانچسٹر گارڈین لکھتا ہے۔ کہ حکومت عجیب مخمصے میں گرفتار ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ انھیں اس منصب کے لئے اپنی جماعت میں کوئی موزوں شخص نظر نہیں آتا۔ خبر ہے کہ وائیکونٹ پیل لارڈ کرزن کے سوالی گا۔

کیا ترک عراق پر حملہ کرینگے کہ کیا عراق کی شمالی سرحد پر ترک اپنی فوجیں جمع کر رہے ہیں - مسٹر چرچل نے دارالعوام

میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس مسئلہ کے جس پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس سے حکومت کماحقہٗ آگاہ ہے۔ مگر فوائد جمہور اسبات کے مقتضی ہیں۔ کہ اس معاملہ کے متعلق اس موقعہ پر زیادہ انکشاف نہ کیا جائے ؂

مصر کی آزادی قاہرہ ۱۴ مارچ - انگلستان اور مصر کی گفت و شنید کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ سلطان مصر نے مصر کی آزادی کا اعلان شایع کر دیا ہے۔ اور شاہ مصر" کا خطاب اختیار کیا ہے۔

وزیر اعظم کے مستعفی ہونے کے آثار ۱۴ مارچ کے جلسہ میں پینیٹ وزیر اعظم کے ساتھ وفاداری کے اظہار میں ناکام رہے۔ اس جماعت نے سر جارج ینگر پر اعتماد کی قرارداد کی سرگرم حمایت کی - مگر یہ تحریک خود مسٹر چارج کے کہنے پر واپس لے لی گئی۔ ان باتوں سے وزیر اعظم کے مستعفی ہونے کے خیال کی تقویت ہوتی ہے۔ جونہی آئرش مسودہ منظور ہو جائیگا وزیر اعظم مستعفی ہو جائینگے - اخبارات میں کوانتش کا کوئی دوست نہیں رہا ہے ؂

والسرائے ہند کی تائید کیجائے لنڈن ۱۶ مارچ - ٹائمز نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں اپنے خاص ہندی نامہ نگار کی رائے سے اتفاق کیا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بے وقوفی نہیں ہو سکتی کہ لارڈ ریڈنگ کو اسوقت مستعفی ہونے کی اجازت دی جائے اور باوجود اس کے کہ وائسرائے کے استقلال اور عزم ارادہ کی نسبت غلط فہمیاں ہیں - یہ سب کا فرض ہے کہ اس کی تائید و حمایت کریں۔ اخبار مذکور رقمطراز ہے کہ برطانیہ کی پالیسی متعلقہ ہندوستان میں جو بے اعتمادی پیدا ہو گئی ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں ہندوستانیوں کو یقین دلانا چاہیئے کہ ہمارے ارادوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور کہ ہمارا صدق دل سے ارادہ ہے کہ ہم اپنے وعدوں پر قائم رہیں بھپ دیپش کی عادت چھوڑ دینی چاہیئے۔ جس نے اتنی دیر سے ہماری ہندوستانی پالیسی کو خراب کر رکھا ہے اور حکومت ہند کے ہمیشہ آزادانہ مشورہ ہونا چاہیئے رجس قدر اس کے خیالات پر توجہ دی جاسکتی ہے۔ دی جانی چاہیئے۔ سیاسیات ہند میں مساوات ہند کے پرانے ضروری اور آئینی اصول کی فوراً تجدید کیجائے۔ اور اُسے ہمیشہ قائم رکھا جائے ؂

اشتہار

زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی
سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۱۳۸۴

بعدالت دیوانی باجلاس میاں جلال الدین صاحب منصف درجہ اول مقام پسرور

خیر الدین ولد نانک ڈار قوم کشمیری ساکن قلعہ سوبہا سنگھ **بنام** سیلا رام ولد جوندہ مل قوم ٹٹیار ساکن قلعہ سوبہا سنگھ تحصیل پسرور
مُدعی

دعوے مبلغ ماصہ روپیہ بروئے تمسکات۔

درخواست و بیان حلفی مُدعی سے پایا گیا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے دانستہ گریز کرتا ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور مورخہ ۲۹ مارچ ۲۲ء کو بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہیں کریگا۔ تو اس کے برخلاف یکطرفہ فیصلہ ہو گا

$\frac{3}{22}$ ۱۷ دستخط بحروف انگریزی -

ضرورت ہے

دفتر امور عامہ کیلئے ایک احمدی انگریزی خوان کلرک کی ضرورت ہے۔ ٹائیپسٹ بھی ہو۔ ریکارڈ کا کام بھی کیا ہو فوراً درخواستیں بمع اسناد دفتر ہذا میں پہنچنی ضروری ہیں تنخواہ کا فیصلہ اسناد دیکھنے پر کیا جائیگا۔ اردو خوشخط کو ترجیح ہو گی ؂

(۲) ہندوستان میں محکمہ ہوا گھر کیلئے چند ایم ایس سی اور بی۔ ایس سی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ علی الترتیب قابلیت حسب ذیل ہو گی

(۱) ۱۰۰ سے ۲۵۰ روپیہ تک (۲) ۱۵۰ سے ۳۰۰ روپیہ تک (۳) ۲۵۰ سے ۷۵۰ تک - حاجتمند بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں بمعہ نقول سارٹیفیکیٹ وغیرہ دفتر ہذا میں بھیجدیں - امور عامہ خود وہ درخواستیں مقام مقصود تک پہنچا دیگا - درخواستیں یکم اپریل تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں - والسلام - ناظر امور عامہ - قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر بالکان کیلئے شائع ہوا)